Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 3 (January-March 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Characteristics of Poet, Poetry, and Poetic Expression: Insights by Altaf Hussain Hali

الطاف حسین حالی کے نزدیک شاعر، شاعری، اور شعر کی خصوصیات

Mushtaq Ahmad
PhD Scholar, Department of Urdu, National College of Business Administration & Economics Sub Campus Bahawalpur, mushtaqkharal46@gmail.com

Sbahat Arruj
PhD Scholar, Department of Urdu, National College of Business Administration & Economics Sub Campus Multan, sbahat.arruj55@gmail.com

Muhammad Azeem Ashiq
Principal, Iqra Huffaz Degree College 4/A Shahjamal Lahore, azeemtar@gmail.com

Abstract

Altaf Hussain Hali, an eminent figure in Urdu literature, holds the distinction of being its first critic. Not only was he a poet and writer, but his "Muqaddama-e-Shair-o-Shairi" stands as Urdu's inaugural work of literary criticism, serving as the preface to his collected poems, Divan, released in 1890. Revered scholar Annemarie Schimmel hailed him as the "founder of literary tradition in Urdu." It was during this period that he adopted the pseudonym "Hali," signifying contemporariness and modernity, replacing his earlier one, "Khasta."Relocating to Lahore in 1871 exposed Hali to a novel form of Mushaira, where poets were assigned specific topics for their recitations, marking the advent of Urdu Nazm. Hali, recognizing the evolving landscape, outlined principles for poetry and poets. Though influenced by Western critics, he tailored these guidelines for Urdu poetry, emphasizing a comprehensive grasp of the universe, imaginative depth, and

OPEN ACCESS
CC BY

meticulous word selection. He advocated for simplicity, originality, and avoidance of hyperbole in poetry. Hali's impact as a literary luminary transcends his era; he remains a pivotal figure in Urdu criticism. Many subsequent Urdu critics have adhered to his principles, recognizing his enduring contributions. His discerning insights into the craft of poetry and the role of poets underscore his significance as the progenitor of Urdu literary criticism. In essence, Hali's legacy as a trailblazer in Urdu criticism endures, ensuring his indispensable place in its annals.

Keywords: Altaf Hussain Hali, Urdu literature, poet, literary criticism, pioneer

تمہید

مغرب میں تنقید کا آغاز سڈنی سے ہو چکا تھا مگر اردو میں تنقیدی شعور کے باوجود با قاعدہ تنقید کا سہرہ حالی کے سر جاتا ہے۔حالی اردو کے مشہور شاعر،انشاپرداز،سوانح نگار اور نقاد تھے۔غالب کے شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ سرسید کے دست راست تھے۔ابتدا میں قدیم طرز کی غزل گوئی کی۔بعد میں ادب کی مقصدیت کے قائل ہوئے۔اردوادب میں حالی کے کارناموں پر غور کیا گیا تو سب کو تسلیم کرنا پڑا کہ وہ اردو کے پہلے باضابطہ تنقید نگار ہیں۔پروفیسر نذیر احمد حالی کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

"مولانا الطاف حسین حالی اردو کی ایک ہمہ جہت ادبی شخصیت کا نام ہے۔انہیں اگر اردو تنقید کا باوا آدم کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔انہوں نے اردو میں سوانح نگاری کا آغاز ہی نہیں کیا بلکہ آج تک وہ اردو کے اہم ترین سوانح نگاروں میں شمار ہوتے ہیں۔اردو میں جن شاعروں کو نظم جدید کا موجد کہا جاتا ہے ان میں ایک نمایاں اور ممتاز نام حالی کا بھی ہے۔اور وہ اردو زبان کی کشتی کے کھیون ہار تھے"(1)

اور ان کی تصنیف،مقدمہ شعر وشاعری،اردو کی پہلی باضابطہ تنقید کی کتاب ہے۔بابائے اردو مولوی عبدالحق نے اسے اردو تنقید کا پہلا نمونہ کہا اور پروفیسر آل احمد سرور نے اسے اردو شاعری کے پہلے منشور کا نام دیا۔اختر انصاری رقم طراز ہیں۔

"اردو میں با قاعدہ تنقید کا وجود نہیں تھا۔گو تبصرہ ونقد کی ایک سرسری اور غیر منظم سی روایت ضرور موجود تھی،اردو شاعرانہ حسن وقبح اور فنی بلندی وپستی کے کچھ معیار یقیناً تھے جو اس وقت تک کسی منظم اور با قاعدہ شکل میں قلمبند نہیں کیے گئے تھے،مگر ذہنوں میں ضرور مرتب ہو چکے تھے یا ہو رہے تھے۔حالی نے سب سے پہلے ان اصولوں اور معیاروں کو ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کی۔انہوں نے شعر وادب اور آرٹ کی ماہیت پر نظر ڈالی اور نقد و نظر کے بنیادی اصول متعین کیے۔اس لیے حالی اردو کے پہلے با قاعدہ نقاد قرار پائے ہیں اور "مقدمہ شعر وشاعری "اردو میں تنقید کی پہلی کتاب ہے"(2)

OPEN ACCESS
CC BY

حالی مغربی تنقید سے بہت متاثر تھے۔انھوں نے مغربی اور مشرقی علوم کا بغور مطالعہ کیا اور پھر اپنے تنقیدی نظریات پیش کیے۔بقول جاوید اختر،

"حالی کے جن تنقیدی تصورات کی تشکیل ہوئی وہ مشرقی اور مغربی تصورات نقد کی آمیزش سے ہوئی۔حالی کے ذہن میں پہلے سے مشرقی تصورات موجود تھے جب ان میں مغربی تصورات کی آمیزش ہوئی تو دونوں مل کر اردو میں چند نئے تنقیدی تصورات کی صورت میں جلوہ گر ہوئے"(3)

حالی کے خیال کے مطابق شاعر اپنے ماحول کی پیداوار ہوتا ہے،ماحول جس قسم کا ہو گا شاعر کو بھی اس سانچے میں ڈھلنا ہو گا مگر یہ اثر پذیری قصداً نہیں ہوتی بلکہ یہ تبدیلی غیر محسوس سی ہوتی ہے۔جوں جوں کسی سوسائٹی کا رنگ و روغن،افکار و خیالات اور ترغیبات و ملانات بدلتے ہیں۔شاعر بھی ان کے مطابق بدلتا چلا جاتا ہے۔یعنی شاعر اپنا رنگ نہیں بدلتا بلکہ زمانے کے ساتھ ساتھ خود بھی بدلتا جاتا ہے۔

ہجو گو شعرا زمانے کے تقاضے کے پیش نظر ہی علم و فضل کو چھوڑ کر غلط راہوں پر چل نکلتے ہیں مثلاً شفاعی،صفاہانی اور عبید زاکانی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہجو گوئی سے ان کے شعری محاسن ماند پڑ جاتے ہیں۔اس طرح درباری تقاضے بھی شاعر کو خراب کرتے ہیں۔بادشاہ اپنی تعریف سننے کے عادی ہوتے ہیں۔وہ بادشاہ جو نکمے ہوتے ہیں تعریف سن کر زیادہ دادو دہش کو شعار بناتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس فیاضی سے شاعر کا کام صرف یہ رہ جاتا ہے کہ وہ اپنے علم و فکر کا سارا خزانہ فرد واحد کی تعریف و توصیف میں صرف کر دے۔وہ شاعر نہیں رہتا،خوشامدی اور بھانڈ ہو جاتا ہے۔بالکل اسی طرح جس طرح ایک راست باز جج کی ہر روز خوشامد کی جائے تو وہ بھی انصاف کے راستے سے بہک کر بھٹک جائے گا۔

عبید زاکانی جو مختلف علوم میں ماہر تھا،ایک دفعہ بادشاہ سے ملنے گیا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ مسخروں کی محفل میں مشغول ہے اور کسی سے ملنے کی فرصت نہیں۔زاکانی نے کہا کہ اگر مسخرگی سے شاہی قرب حاصل ہو سکتا ہے تو علم حاصل کرنا فضول ہے۔اس دن سے علم و ہنر کو ترک کر کے ہزل گوئی اختیار کی یہ فعل سوسائٹی کے دباؤ کا نتیجہ تھا۔خوشامد ایک سچے اور جو شیلے شاعر کو ہزل گوئی اختیار کرنے پر مجبور کر دیتی ہے کیونکہ جب ماحول میں جھوٹ کا راج ہو اور خوشامد کو پسند کیا جاتا ہو تو ایک ایسا شاعر جو صرف اپنے سیدھے سادھے انداز بیان اور نیچرل شاعری کا دل دادہ ہے۔اس کے کلام کو مقبولیت حاصل نہیں ہو سکتی۔وہ بھی اپنے کلام کو مقبول عام کرنے کیلئے وہی انداز اختیار کرے گا جو اس کے ہم عصروں نے کیا ہوا ہے۔

خود مختار بادشاہ جو بیت المال کو اپنی ذاتی جاگیر سمجھتے ہیں۔شاعروں کو بے اندازہ دولت بخش کر ان کے جذبات،احساسات خرید لیتے ہیں۔ان کی بے دریغ بخشش شعرا کیلئے رسم قاتل ہوتی ہے۔شاعر جسے قوم کیلئے سرمایہ افتخار ہونا چاہیئے۔بندہ ہوا وحوس بن جاتا ہے۔پہلے پہل تو صرف مداح و ستائش پر قناعت کی جاتی ہے پھر شاعری میں جھوٹ،مبالغہ اور غلو شامل ہو جاتے ہیں اور پھر یہ حالت ہو جاتی ہے جس کے کلام میں جتنا مبالغہ ہو وہ زیادہ مقبول ہو جاتا ہے۔ان وجوہات کی بنا پر شاعری پر ماحول کا اثر اس قدر زیادہ ہو

OPEN ACCESS

جاتاہے کہ شاعری قومی اصلاح کی بجائے اور بھی معاشرے کو پستی کی طرف لے جاتی ہے اور آخر کار شاعری ہی ایک ایسا زبردست آلہ بن جاتی ہے جو سوسائٹی اور ماحول کی تباہی کا باعث ہے۔

بری شاعری کے نقصانات:

1. برا معاشرہ شاعری کو برا بنا دیتا ہے مگر جب شعر کا رنگ و روغن مسخ ہو جاتا ہے تو اس سے سوسائٹی، ادب اور زبان متعفن ہو جاتی ہے۔ مذاق سلیم میں زہر گھل جاتا ہے اور قومی اخلاق تباہ ہو جاتا ہے۔

2. جھوٹی شاعری قوم سے اعلیٰ خصائص چھین لیتی ہے اور اسے خوشامد، تمسخر اور مبالغہ کا عادی بنا دیتی ہے۔

3. مبالغہ آمیز باتوں سے شاعر کا فکر وواقعتا اور حقیقت سے بے گانہ چلا جاتا ہے۔

4. دور از قیاس، خلاف عقل اور سپر نیچلرل باتوں کو حقیقت سمجھنے لگ جاتے ہیں۔

5. افسانہ ، حقیقت اور حقیقت افسانہ ہو جاتی ہے اور تاریخ کی کوئی قدر باقی نہیں رہتی کیونکہ وہ حقیقی واقعات کے مجموعے کا نام ہوتی ہے۔ اس طرح جغرافیہ، ریاضی اور سائنس کے حقائق بھی دل کو بھاتے نہیں ہیں۔

6. غلط خیالات ادب اور زبان میں داخل ہو کر اس سے حسن بیان اور حسن ادا چھین لیتے ہیں۔

7. ہزل او قر تمسخر سے بعض ناشائستہ اور فحش الفاظ ادب میں رواج پاتے ہیں۔

8. شاعری کا کیونکہ ادب سے گہرا تعلق ہے۔ اس لئے بری شاعری ادب کے حسن کو مسخ کر دیتی ہے اور ذخیرہ الفاظ کو وسعت دینے کی بجائے محدود کر دیتی ہے۔ حالی کا کہنا ہے،

"جب جھوٹی شاعری کا رواج تمام قوم میں ہو جاتا ہے تو جھوٹ اور مبالغہ سے سب کے کان مانوس ہو جاتے ہیں، جس شعر میں زیادہ جھوٹ اور مبالغہ ہوتا ہے اس شاعر کو زیادہ داد ملتی ہے۔"(4)

شاعری کی شرائط:

شاعریمیں کمال حاصل کرنے کیلیئے حالی نے اپنے مقدمہ میں مندرجہ ذیل شرائط رکھی ہیں یہی شاعری کی خصوصیات بھی ہیں۔ جو شاعری کو غیر شاعری سے ممیز کرتی ہیں۔

1۔ تخیل

2۔ کائنات کا مطالعہ

3۔ تفحص الفاظ

1۔ تخیل:

"سب سے مقدم اور ضروری چیز جو شاعر کو غیر شاعر سے تمیز دیتی ہے قوت متخیلہ یا متخیل ہے"(5) اس سلسلے میں سب سے اہم اور ضروری چیز تخیل ہے جسے انگریزی میں (امیجینیشن) کہتے ہیں۔ اسی قوت پر شعر کے عمدہ یا گھٹیا ہونے کا دارومدار ہے۔ یہ ملکہ

فطری ہوتا ہے اور محنت سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ تخیل موجود ہو تو دوسری خوبیوں کی کمی کا کسی حد تک ازالہ کر سکتا ہے۔ اس ملکہ کی عدم موجودگی کی صورت میں دوسری خوبیاں خواہ کتنی زیادہ ہوں کوئی شخص شاعر کہلانے کا حقدار نہ ہے۔ اگر شاعر کا تخیل زبردست ہو تو وہ ان دیکھی اور فرضی اور خیالی چیزوں کو بھی اس قدر تفصیل اور اعتماد کے ساتھ بیان کرتا ہے جیسا کہ اس نے خود ان کا نظارہ کیا ہو اور ان کی تصویر اس کی آنکھوں کے سامنے پھرتی ہو۔

تخیل کی تعریف:

شعر کی طرح تخیل کی تعریف بھی آسان نہ ہے۔ تاہم وہ ایک ایسی قوت ہے جو ذہن میں تجربہ یا مشاہدات کی بنا پر جو معلومات پہلے سے موجود ہوتی ہیں ان کو اچھی ترتیب دے کر ایک نئی صورت بنا دیتی ہے۔ اور پھر اسے ایک اچھوتے انداز میں پیش کرتی ہے۔ اسی تخیل کی وجہ سے بھی شاعروں کا طریقہ بیان بڑا انوکھا ہوتا ہے۔ کوئی قوت متخیلہ تصورات اور الفاظ دونوں پر تصرف کرتی ہے۔ یہ قوت ہر شاعر میں مختلف ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر غالب کے ہاں دیکھیے،

اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا

جام جم سے یہ مرا جام سفال اچھا ہے(6)

اس شعر میں مذکورہ الفاظ شاعر کے ذہن میں موجود تھے۔ جام جم کا بیش قیمت ہونا اور مشکل سے دستیاب ہونا اور اس کے مقابلے میں جام سفال کا بہت ارزاں اور نہایت آسانی سے مل جانا شاعر کو پہلے سے معلوم تھا۔ اس نے انھیں ایک نئے انداز سے ترتیب دے کر ایسی صورت میں پیش کیا کہ جام سفال، جام جم سے زیادہ مفید اور اہم بن گیا۔ یہی تخیل یا امیجینیشن ہے۔

2۔ کائنات کا مطالعہ:

شاعری میں کمال حاصل کرنے کیلئے شاعر کا کائنات کا وسیع مطالعہ کرنا ضروری ہے اور اس میں بھی فطرت انسانی کا مطالعہ نہایت لازم ہے۔ انسان کی مختلف حالتوں کو نہایت غور سے مشاہدہ کرنا چاہیئے اور انھیں مناسب انداز میں ترتیب دینا چاہیئے۔ اس طرح کائنات کا بھی گہری نظر سے مشاہدہ کرنا شاعر کیلئے ضروری ہے تا کہ عام نظروں سے جو کیفیات مخفی ہوں ان کو دریافت کر کے اپنی یاداشت میں محفوظ کر لے۔ شاعر اپنے تخیل کے ذریعے متحدہ خاصیت اخذ کرنے کی مثال مرزا غالب کے شعر سے واضح ہوتی ہے۔

بوئے گل نالہ دل دود چراغ محفل

جو تیری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا(7)

متحدہ اشیاء سے مختلف خاصیتیں استنباط کرنے کی مثال میر ممنون کے اس شعر میں حالی نے بیان کی ہے۔

تفاوت، قامت یار و قیامت میں ہے کیا ممنون

وہی فتنہ ہے لیکن یاں زرا سانچے میں ڈھلتا ہے(8)

OPEN ACCESS
CC BY

دنیا میں جتنے بھی نامور شاعر ہوئے ہیں وہ کائنات اور فطرت انسانی کے مطالعے میں ضرور محو رہتے تھے اور شاعروں کو ہر چیز غور سے مشاہدہ کرنے اوراس سے انوکھی صورتیں پیدا کر کے نئے انداز میں پیش کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔جہاں تک حالی کی اپنی ذات کا تعلق ہے۔اختر انصاری لکھتے ہیں،

"ادراک، بصیرت، سوجھ بوجھ، بالغ نظری اور ذاتی رائے کی صلاحیت۔یہ وہ اوصاف ہیں جو ایک نقاد کو حقیقی معنوں میں نقاد بناتے ہیں۔یہ اوصاف ایک طرف مطالعے کی وسعت سے اور دوسری طرف صحت ذوق اور سلامت طبع سے پیدا ہوتے ہیں ۔۔۔۔حالی وسیع مطالعہ ہونے کے ساتھ ساتھ صحت ذوق اور سلامت طبع سے بہرہ وافر رکھتے تھے اوراسی بنا پر ان کی تنقید میں گہری سوجھ بوجھ اور ذاتی اورآزادانہ رائے کی کمی نہیں"(9)

انگلستان کے مشہور شاعر سر والٹر سکاٹ کی خاص خاص نظموں میں دو خاصیتیں قابل ذکر ہیں۔ایک یہ کہ وہ اصلیت سے تجاوز نہ کرتا تھااور دوسرا یہ کہ وہ ایک مطلب کو نئے نئے اسلوب سے ادا کرتا تھا۔مقدمہ شعر وشاعری میں حالی کا کہنا ہے،

"شاعری میں کمال حاصل کرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ نسخہ کائنات اور اس میں سے خاص کر نسخہ فطرت انسانی کا مطالعہ غور سے کیا جائے۔"(10)

3۔ تفحص الفاظ:

کائنات اور انسانی عادات کا مشاہدہ کرنے کے بعد دوسرا اہم مطالعہ ان لفاظ کا ہے جن کے ذریعے اس مشاہدے کو لوگوں تک پہنچایا جائے۔اس سلسلے میں متناسب الفاظ کا انتخاب کرنا اور پھر ان کو قابل فہم انداز میں ترتیب دے کر پیش کرنا ہے تاکہ خیال کی تصویر ہو بہو آنکھوں کے سامنے پھر جائے اور وہ مخاطب کو متاثر کر دے۔اس کیلئے شاعر کو زبان پر عبور حاصل کرنے کے علاوہ ترتیب شعر کے موقع پر نہایت صبر و سکون کے ساتھ الفاظ کا تفحص و انتخاب کرنا چاہیئے ورنہ محض قوت متخیلہ سے کام نہیں چل سکے گا۔اس سلسلہ میں عوام کی نفسیات کا بھی علم ہونا چاہیئے کہ فلاں لفظ ان کے جذبات پر کیا اثر ڈالے گا ورنہ سمجھدار سامعین کو شعر کی خامی کا پتہ چل جاتا ہے جیسے کسی سانچے میں سے نکلی ہوئی چیز کی خامی ہر کس وناکس کی نگاہ میں کھٹکتی ہے۔وزن اور قافیہ کی قید کی وجہ سے بعض اوقات موزوں الفاظ کا استعمال مشکل ہو جاتا ہے۔تاہم کامل شاعر کسی ناقص یا غیر موزوں لفظ کے استعمال سے پہلے تمام یاداشتوں کو کھنگال لیتا ہے تاکہ عوام کے دلوں کو مسحور کر سکے اور اس کیلئے ضروری ہو تو بار بار کانٹ چھانٹ اور رد وبدل سے گریز نہیں کرتا۔

اگرچہ ابن خلدون کے خیال میں انشاپردازی کا ہنر نظم ونثر میں محض الفاظ میں ہے معنی میں ہر گز نہیں کیونکہ معنی یا مضمون تو ہر شخص کے ذہن میں پہلے سے موجود ہوتا ہے۔اصل بات تو یہ ہے کہ ان معنی کو کس طرح شعر میں ڈھالا جائے۔وہ الفاظ اور معنی کو پیالی اور پانی سے تشبیہ دے کر کہتے ہیں کہ پانی تو پانی ہی رہتا ہے لیکن مٹی کے پیالے کی بجائے اسے چاندی یا سونے کی پیالی میں ڈال

CC BY

کر پیش کرنے سے اس کی قدر بڑھ جاتی ہے۔ تاہم حالی کہتے ہیں کہ اگر پانی کھارا، گدلا یا بدبودار ہو گا یا ایسی حالت میں پیش کیا جائے یا پیاس ہی نہ ہو تو سونے کا پیالا بھی بے معنی ہو تا ہے۔

شاعری کیلئے اصلاحی تجاویز:

حالی نے اردو شاعری کی اصلاح کیلئے بہت سی مفید اوراہم تجاویز پیش کی ہیں اور اس کا ذکر انھوں نے اپنے مقدمہ میں کیا ہے۔ دراصل ان تجاویز سے حالی اردو شاعری کا رویہ یا ٹرینڈ بدلنا چاہتے ہیں۔ ان تجاویز اور دوسری طرف قدیم شاعری پر اعتراضات کا اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

شاعری کا ملکہ:

حالی سب سے پہلے اس بات کی صلاح دیتے ہیں "شاعری کے کوچہ میں اس شخص کو قدم رکھنا چاہیئے جس کی فطرت میں یہ ملکہ ودیت کیا گیا ہو۔ ورنہ تمام کاوش اور تمام کوشش رائیگاں جائے گی"(11) اس پارے میں پہلا اعتراض یہ ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کو شعر کہنے یا اس کی کوشش کرنے سے پہلے ہی اس بات کا علم ہو کہ فطرت نے اس کو شاعری کے ملکہ سے نوازا ہے یا نہیں اور نہ ہی آج تک کوئی ایسا پیمانہ یا اصول وضع ہوا ہے جو یقین سے یہ بات بتا سکے کہ انسان کے اندر شاعری کا ملکہ قدرت کی طرف سے ودیت ہوا ہے یا نہیں۔ لہٰذا ایسی اصلاح پر عمل ممکن نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ میر تقی میر نے ناسخ کی ابتدائی شاعری دیکھ کر کہا تھا کہ جاؤ بھائی کوئی اور کام کر لو۔ لیکن بعد میں ناسخ ایک نامور شاعر کی صورت میں جلوہ گر ہوئے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ فطری شاعر کا تعین بھی مشکل ہے۔ عموماً بعد میں آنے والے شعر اسابقہ شاعروں کو غیر فطری قرار دیتے رہے ہیں۔

یورپ میں بھی انیسویں صدی کے شاعروں نے اٹھارہوں صدی کے شعرا کی اکثریت پر غیر فطری ہونے کا لیبل چسپاں کر دیا تھا۔ یہ بھی ہے کہ وہ فطری شاعر کو فطرت کے شاعر کے معنوں میں لیتے تھے حالانکہ شاعر فطرت اور شاعر کا فطری ملکہ دو مختلف باتیں ہیں۔ ہر شخص کا ایک ذہنی رجحان ہو تا ہے اور کسی خاص مضمون یا کلام کی طرف اس کا میلان طبعی ہو تا ہے۔ بعض لوگ نوجوانی اور لڑکپن کے دور میں کاروباری ذہن رکھتے ہیں جبکہ بعض دوسرے کاشت کاری یا کسی اور فن میں تیز ہوتے ہیں۔ اس طرح بعض لوگ ان پڑھ ہونے کے باوجود شروع سے ہی اچھے شعر کہنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جس سے ان کے قدرتی ملکہ برائے شاعری کا اظہار ہو جاتا ہے اور وہ تھوڑی سی صلاح یا راہنمائی سے اچھے شاعر بن سکتے ہیں۔ وہ اساتذہ کے کلام کے مطالعے ہی میں اتنا کچھ سیکھ جاتے ہیں جو فطری ملکہ سے محروم لوگ اچھے شاعروں کی طویل عرصے تک شاگردی کے باوجود نہیں سیکھ سکتے۔

اس ملکہ کو چمکانے اور طیقل کرنے میں شاعری میں اصلاح کی رسم بھی بڑی مفید ثابت ہوتی ہے۔ اگرچہ حالی نے اس اصلاح کو بے کار ہی قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ دوسرے علوم کی طرح شاعری کے استاد بھی شاعری کے ملکہ کو چمکانے زبان کی اصلاح اور شاعری کی فطری استعداد کو ٹھیک روش پر چلانے اور تشبیہ و استعارہ کے موزوں استعمال سکھلانے میں بڑے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ کم از کم ابتدائی دور شاعری میں کوئی شاعر ایسے اساتذہ کی رہنمائی سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ مختصر

OPEN ACCESS
CC BY

اَیہ کہ حالی کے نزدیک فطری استعداد شاعر کیلئے بنیادی چیز ہے جسے قدرت کے مطالعہ اور اساتذہ کے کلام کے تتبع سے نکھارا جاسکتا ہے۔ قادر الکلام اساتذہ کی ہم نشینی اگر ممکن ہو سکے تو وہ سونے پر سہاگہ ہو گی۔

جھوٹ اور مبالغہ سے پرہیز:

شاعری کی اصلاح کیلئے دوسری تجویز حالی یہ دیتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو شعر میں حقیقت اور راستی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے اور جھوٹ اور مبالغہ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ بعض شاعروں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے اشعار میں جھوٹ، مبالغہ، خوشامد، فخر ومباہات، الزام دہی وغیرہ کا بے تحاشا استعمال کرتے ہیں۔ یہ تمام باتیں چونکہ حقیقت اور صدق اور راستی سے دور ہوتی ہیں ان سے بچنا لازم ہے۔ اس سلسلے میں حالی نے عرب شاعر زہیر بن ابی سلمہ کا شعر نقل کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ سب سے بہتر شعر جو تم کہہ سکتے ہو وہ ہے جس کو تم پڑھو تو لوگ کہیں سچ کہا ہے۔ وہ ایک جاہل شاعر سلامہ بن جندل کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بنو تمیم کے کسی سردار نے اس سے کہا کہ شعر کہہ کر ہماری بزرگی میں اضافہ کرو تو سلامہ نے جواب میں کہا کہ کچھ کر کے دکھاؤ تاکہ میں اسے شعر میں بیان کر سکوں۔ اسکے برعکس ایک شاعر نے خلیفہ وقت کی تعریف میں یہ شعر کہہ کر مبالغہ کی انتہا کر دی۔

ترجمہ "آپ نے مشرکوں اور کافروں کو اتنا خوفزدہ کر دیا ہے کہ ان کے جو نطفے ابھی قرار نہیں پائے وہ بھی آپ سے خوف کھاتے ہیں (اپنی ماؤں کے پیٹ میں)"۔ بہر حال حالی کا یہ مشورہ نہایت صائب ہے کیونکہ شعر جتنی زیادہ حقیقت کے قریب ہو گا اتنا ہی زیادہ دلوں پر اثر کریگا۔ حالی کے تنقیدی نظریات کی کل کائنات یہی ہے۔ شعر میں جھوٹ نہ ہو۔ دلگدازی ہو۔ سادگی ہو۔ بقول سید مصور احمد بخاری،

"حالی شاعری میں مبالغہ آمیزی اور جھوٹی باتوں کے استعمال کی تردید کرتے ہیں۔ وہ شعر میں اصلیت اور حقیقت نگاری کے قائل ہیں۔ وہ شاعری کے ذریعے اصلاحی کام کرنے، تزکیہ نفس اور اخلاقی عادات کو بروئے کار لانے کی تلقین کرتے ہیں۔"(12)

زبان کا درستی کے ساتھ استعمال:

تیسری بات جس کا حالی مشورہ دیتے ہیں یہ ہے کہ اردو کو درستی اور صفائی کے ساتھ استعمال کیا جانا چاہیئے۔ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شاعر اپنے صوبے یا علاقے وغیرہ کی خاص زبان (محاورہ) میں شعر کہنا چاہے تو وہ بہت اچھی بات ہے کیونکہ مادری زبان سے بہتر ذریعہ خیالات کوئی نہیں ہو سکتا۔ انھوں نے لارڈ میکالے کا قول بھی نقل کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ بہترین کلام اور خیالات اسی زبان میں ادا کر سکتے ہیں جس کے بارے میں انھیں یاد نہ ہو کہ وہ کب اور کیونکر سیکھی اور جس کی گرائمر جانے بغیر وہ اس میں گفتگو کرتے رہے ہوں اور اردو میں تمام ہندوستان کی اس قسم کی زبان بننے کی اہلیت حاصل ہے۔

اردو میں بھی دلی کی زبان اس لئے ٹیکسالی سمجھی جاتی ہے کہ وہ اس علاقہ میں پروان چڑھی اور لکھنو کی زبان کو مستند ماننے کی وجہ یہ ہے کہ سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد دلی کے اکثر شرفا اور اہل قلم لوگ وہیں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ وہ اردو زبان سیکھنے کیلئے عربی

OPEN ACCESS

اور فارسی کے علاوہ ہندی بھاشا میں متوسط درجے کی لیاقت ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ نیچرل شاعری کیلئے اردو زبان میں وسعت پیدا کرنا ضروری ہے۔ حالی کبھو، کسو، دکھلاتا، بتلاتا، کیجئے، دیجئے، مرا، ترا جیسے الفاظ کو واجب الترک خیال کرتے ہیں اور انھیں صحیح اردو کے خلاف سمجھتے ہیں تاہم اس تجویز کے مفید ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ البتہ یہ ابتدائی قسم کی اصلاح ہے۔

فکر شعر کی طرف کس حالت میں متوجہ ہونا چاہیئے:

حالی کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ رات کو سونے سے قبل اور دن کو چاشت کے وقت طبیعت شعر گوئی پر زیادہ مائل ہوتی ہے اور بعض حکما کے نزدیک آب رواں تنہائی اور بلند نشیمن بھاگنے والے مضامین کو رام کرنے کیلئے بہترین وسائل ہیں لیکن وہ خود یہ سمجھتے ہیں کہ شعر کیلئے مناسب ترین وقت وہ ہے جب کسی مضمون کا جوش شاعر کے دل کے اندر خود بخود پیدا ہو جائے۔ اس کیلئے کسی چمن، سبزہ، پہاڑی یا چشمے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر طبیعت مائل نہ ہو اور مضمون شاعر کے سینے کے اندر موجزن نہ ہو تو یہ سب اسباب پر فضا مقامات بے سود ہیں۔ انھوں نے یہ چٹکلا بھی بیان کیا ہے ابو نواس کے سامنے جب تک پھولوں کا گلدستہ نہ رکھا جاتا شعر گوئی پر طبیعت آمادہ نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ ابوالعتاہیہ شاعر نے اس بارے میں اس کے سامنے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں تو بیت الخلا میں بیٹھا ہی کئی اشعار کہہ ڈالتا ہوں جس پر ابو نواز نے کہا کہ اس لئے تو آپ کے اشعار بدبودار ہوتے ہیں۔ کثیر عزہ نے جوانی کے ڈھلنے پر شعر کہنا چھوڑ دیا اور جب لوگوں نے اس سے شعر چھوڑ دینے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ دل میں شعر کی امنگ پیدا کرنے والی جوانی جاتی رہی۔ میری محبوبہ عزہ انتقال کر گئی اور خلیفہ عبدالعزیز جو اشعار پر انعام واکرام دیا کرتا تھا چل بسا۔ تو اب میں کس طرح شعر کہوں۔

شاعروں کے قصیدے بھی مرثیوں کے مقابلے میں اس لئے زوردار ہوا کرتے تھے کہ انھیں ممدوحوں سے انعام واکرام کی توقع اچھے شعروں پر اکسایا کرتی تھی۔ تاہم جعفر برمکی کے مرثیے بھی شاعروں نے بڑے جوش وخروش سے لکھے۔ اور کئی شاعر اس جرم میں زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے لیکن وہ جعفر برمکی کے احسانات کا بدلہ چکانے پر کمربستہ تھے۔

ولولہ:

حالی کی یہ اصلاح بھی بڑی مناسب ہے کہ جب تک دل میں کسی مضمون کی لگن یا جوش موجود نہ ہو تو زوردار شعر نہیں کہا جا سکتا اور کسی کی فرمائش یا دباؤ اور کسی کی مجبوری کے بغیر اندرونی ولولہ اور طبیعت کے منشا سے کہا جانے والا شعر پر اثر اور زوردار ہو گا۔ لہٰذا شعر کیلئے بہترین موقع وہی ہے جب کسی مضمون کا جوش شاعر کے دل میں خود بخود پیدا ہو کر اسے شعر پر مجبور کر دے۔ حالی کہتے ہیں،

"تیسری بات یہ تھی کہ شعر جوش سے بھرا ہوا ہو اس سے صرف یہی مراد نہیں کہ شاعر نے جوش کی حالت میں شعر کہا ہو یا شعر کے بیان سے اس کا جوش ظاہر ہوتا ہو۔ بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جو لوگ مخاطب ہوں ان کے دل میں جوش پیدا کرنے والا ہو۔ (13)

OPEN ACCESS
CC BY

حالی نے مقدمے میں لکھا ہے کہ تنقید شاعری میں بگاڑ پیدا کرتی ہے اور یہ بگاڑ سوسائٹی کو بھی متاثر کرتا ہے اور زبان و ادب کو بھی۔اس لئے شاعر کو اندھی تنقید سے گریز کرنا چاہیئے۔شاعری کی اصلاح کیلئے ضروری ہے

1۔جہاں ہوسکے پبلک میں عمدہ نمونے پیش کئے جائیں۔

2۔شعر کی حقیقت کو واضح اور نمایاں کیا جائے۔

3۔شاعر بننے کیلئے بھی شرطیں درکار ہیں ان کو مفصل بیان کیا جائے۔

4۔شاعری میں کمال حاصل کرنے کیلئے تین شرطیں ضروری ہیں۔(یعنی قوت متخیلہ، مطالعہ کائنات اور تفحص الفاظ جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔)

ڈاکٹر محمد احسن فاروقی نے اگرچہ حالی کے تنقیدی شعور پر کڑی نقطہ چینی کی ہے لیکن حالی کی عظمت اور رفعت کا انھیں بھی اقرار کرنا پڑا۔حالی کی اردو شاعری کی اصلاح کے بارے میں وہ لکھتے ہیں،

"حالی نے اردو شاعری کی اصلاح کی بابت جو کچھ کہا ہے وہ نہایت درجہ اہم ہے۔اول تو یہ اردو ادب کی تاریخ میں اصلاحی کوشش ہے ہی مگر اس کی اہمیت بہت زیادہ اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے اردو شاعری میں ایک بالکل نیا دور شروع کیا اور حقیقتا اردو شاعری کے ادراک کو بدلنے میں کامیاب ہوئے۔اس کامیابی کا راز ان سب اصولوں میں ہے جن کی تفصیل انھوں نے مقدمہ میں پیش کی ہے"(14)

ماحصل

اردو تنقید کی جو مضبوط بنیادیں حالی استوار کر گئے ہیں اس پر بلاشبہ تنقید کی مضبوط عمارت کھڑی کی جا سکتی ہے۔حالی نے آنیوالے نقادوں کے لیے وہ اصول مرتب کر دیے جو آج ان کے لیے سنگ میل ثابت ہو رہے ہیں۔حالی کے بعد اردو تنقید میں جو بھی قابل ذکر کام ہوا وہ سب حالی کی مرہون منت ہے۔کشمیری لال ذاکر نے انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا ہے۔

اس کے بعد فن شاعری پر ان کی ایک بھرپور کتاب مقدمہ شعر و شاعری شائع ہوئی جس سے انھیں اردو کا مستند نقاد تسلیم کیا گیا۔اس نے وہ غزل کا جدید معیار اور نئے موضوعات سامنے لائے ہیں جس سے اردو شاعری کو انھوں نے گل و بلبل، جام و شراب اور قیس و فرہاد کی روایتی علامتوں سے نکال کر زندگی کی حقیقتوں کے قریب کر دیا ہے۔اس کتاب میں انھوں نے مثالیں دے کر مختلف شعری اسلوبیات کی وضاحت کی ہے اور فن شاعری کے ایسے باریک لفظوں پر روشنی ڈالی ہے جو اس سے پہلے نظروں سے اوجھل تھے"(15)

حوالہ جات

1۔پروفیسر نذیر احمد، 2002، تحقیقی و تنقیدی جائزے، خالد انسٹیٹیوٹ نئی دہلی، ص 45

2۔اختر انصاری، 1975، حالی اور نیا تنقیدی شعور، ادارہ شعر و ادب علی گڑھ، اشاعت دوئم، ص 16

OPEN ACCESS

CC BY

3۔جاوید اختر،مولانا الطاف حسین حالی کے تنقیدی تصورات:ایک تجزیاتی مطالعہ،اردو معلی ڈاٹ کام،۸ مئی ۲۰۲۲
https://urduemoalla.com/حالی۔کے۔تنقیدی۔تصورات
4۔ڈاکٹر وحید قریشی،1977 مقدمہ شعر وشاعری از الطاف حسین حالی،ایجو کیشنل بک ہاوس،علی گڑھ ص94
5۔خواجہ الطاف حسین حالی،1984،مقدمہ شعر وشاعری،پاپولر پبلشنگ ہاوس،لاہور،ص28
6۔ڈاکٹر وحید قریشی،1977 مقدمہ شعر وشاعری از الطاف حسین حالی،ایجو کیشنل بک ہاوس،علی گڑھ ص149
7۔ایضاص152
8۔ایضاص153
9۔اختر انصاری،1975،حالی اور نیا تنقیدی شعور،ادارہ شعر وادب علی گڑھ،اشاعت دوئم،ص23
10۔ڈاکٹر وحید قریشی،1977 مقدمہ شعر وشاعری از الطاف حسین حالی،ایجو کیشنل بک ہاوس،علی گڑھ ص152
11۔خواجہ الطاف حسین حالی،1984،مقدمہ شعر وشاعری،پاپولر پبلشنگ ہاوس،لاہور،ص19
12۔سید مصور احمد بخاری،اردو تنقید مشرقی تصورات و نظریات کے تناظر میں،فہم و فراست،۱۴ دسمبر ۲۰۲۲
https://kashmiruzma.net/اردو۔تنقید۔مشرقی۔تصورات۔و نظریات۔کے۔تناظر۔میں
13۔خواجہ الطاف حسین حالی،1984،مقدمہ شعر وشاعری،پاپولر پبلشنگ ہاوس،لاہور،ص21
14۔محمد احسن فاروقی،1964،اردو میں تنقید،ادارہ ادبیات لکھنو،ص60
15۔کشمیر لال ذاکر،1992،حالی اور سرزمین حالی،ہریانہ اردو اکادمی،ہریانہ،ص32

CC BY